السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی فرض ہے یا سنت؟ نیز قربانی کا گوشت غیر مسلم یا مسلمان بے نمازی کو دیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قربانی سنت ہے یا واجب اس کے متعلق گو علماء میں اختلاف ہے لیکن دلائل کے لحاظ سے صحیح بات یہی ہے کہ قربانی فرض یا واجب نہیں ہے، البتہ اسے سنت مؤکدہ کہا جاسکتا ہے اور باوجود استطاعت کے ترک کرنا مناسب نہیں اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(1) :......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول تعلیقا نقل کیا ہے کہ :

((قال ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی (أی الضحیة) سنة ومعروف)) (صحیح بخاری : کتاب الأضاحی)

اس اثر کو مشہور محدث حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصنف میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تک موصول سند کے ساتھ لایا ہے اور امام جبلہ بن لحیم کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ :

((أن رجلا سأل ابن عمر عن الأضحیة أہی واجبة فقال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون بعدہ)) سنن ترمذی : کتاب الأضاحی 'باب الدلیل علی أن الأضحیة سنة' رقم الحدیث :۱۵۰٦۔

''یعنی ایک سائل نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا اضحی (قربانی) واجب ہے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے قربانی کی ہے اور آپ کے بعد مسلمان بھی کرتے آئے ہیں۔''

اس حدیث کی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تحسین کر رکھی ہے اور فرماتے ہیں کہ :

((والعمل علی ہذا عند أہل العلم أن الأضحیة لیست واجبة))

''یعنی اس حدیث پر اہل علم عمل کرکے قربانی کو واجب نہیں سمجھتے۔''

امام ترمذی کی اس عبارت پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

((وکأنہ فہم من کون ابن عمر لم یقل فی الجواب نعم أنہ لا یقول بالوجوب فإن الفعل المجرد لا یدل علی ذالک وکأنہ اشار بقولہ والمسلمون إلی أنہا لیست من الخصائص وکان ابن عمر حریصا علی إتباع أفعال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فذالک لم یصرح بعدم الواجب))

''یعنی گویا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ہاں نہ کہنا سے یہ سمجھتے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کے وجوب کے قائل نہیں (کیونکہ اگر وجوب کے قائل ہوتے تو جب سائل نے پوچا کہ قربانی واجب ہے تو آپ فرماتے کہ ہاں (واجب ہے) اور صرف آپ ﷺ کا فعل نقل نہ کرتے) اور مجرد فعل (جس کے ساتھ امر قولا شامل نہ ہو) وجوب پر دلالت نہیں کرتا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والمسلمون (یعنی آپ ﷺ کے بعد مسلمان بھی قربانی کرتے تھے) کا لفظ اس لیے بڑھایا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص قربانی کو آپ ﷺ کا ہی خاصہ نہ سمجھ بیٹھے) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے افعال اور اسوہ حسنہ کی اتباع کے حریص تھے اس لیے عدم وجوب کے صریح الفاظ بھی ذکر نہ کئے صرف آپ کا فعل ذکر کرکے اشارہ کردیا کہ یہ واجب نہیں کیونکہ آپ کا فعل مبارک اگرچہ قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کرنا اجروثواب کا باعث ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ اور محبوب ترین ہے، تاہم اگر وہ فعل امر کے ساتھ نہیں ہے یعنی اس فعل کے متعلق آپ نے امر نہیں فرمایا تو وہ فعل واجب نہیں ہوگا۔ تقریبا تمام مکاتب فکر کے علماء کا یہی مسلک ہے کہ محض فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔

(3) :......سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے ابوداود میں روایت مروی ہے کہ :

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ ذبح یذبحہ فإذا أہل ہلال ذی الحجة فلا یاخذن من شعرہ ولا من اظفارہ شیئا حتی یضحی)) سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب الرجل یاخذ من شعرہ فی العشر وہو یرید أن یضحی : رقم الحدیث ' ۲۷۹۱.

''یعنی جس کے پاس قربانی کا جانور ہو اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو پھر ذوالحج کے چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال نہ کتروائے اور ناخن نہ تراشے یہاں تک کہ قربانی کرلے اس کے بعد حجامت بنوا سکتا ہے۔''

اس سے بھی واضح سنن نسائی کے الفاظ ہیں کہ :

((من رأی ہلال ذی الحجۃ فأراد أن یضحی فلا یأخذ من شعرہ ولا من أظفارہ حتی یضحی)) سنن نسائی کتاب الضحایا، باب من أراد أن یضحی فلا یأخذ من شعرہ رقم الحدیث ٤٣٦٦.

اس حدیث میں ہے کہ ذوالحج کا چاند دیکھنے کے بعد اگر کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو وہ حجامت نہ بنوائے۔ مطلب کہ یہ الفاظ ((فأراد أن یضحی)) اس حقیقت پر واضح دلیل ہیں کہ قربانی کرنے والے کے ارادہ پر مبنی ہے اور جس کام کا یہ حال ہو (یعنی وہ مسلم کے ارادہ پر منحصر ہو) وہ فرض یا واجب نہیں ہو سکتا، کیونکہ فرض یا واجب میں اس کام کرنے والے کے ارادہ پر منحصر نہیں ہوتا کہ اس کی مرضی کرے یا نہ کرے بلکہ وہ کام ہر حال کرنے کا لازم ہوتا ہے چاہے وہ اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

باقی قربانی کرنے والے کو حکم ہے کہ وہ قربانی سے پہلے حجامت نہ بنوائے سو یہ تعجب کی بات نہیں مثلاً نفلی نماز فرض یا واجب نہیں ہے مگر اگر کوئی پڑھتا ہے تو اسے کچھ باتوں کا ضرور خیال رکھنا ہے اور ان پر لازمی طور پر عمل کرنا ہے۔ مثلاً وضو، قراۃ، رکوع، سجود وغیرہا یعنی نفلی نماز فی نفسہ فرض یا واجب نہیں مگر جو پڑھتا ہے تو اس پر یہ تمام کام کرنا ہیں ورنہ ان میں سے کوئی کام ترک کرے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

اسی طرح نفلی روزے کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ نفلی روزہ واجب نہیں مگر جو رکھے گا

اس پر تمام پابندیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے جو فرضی روزہ میں ہوتی ہیں۔ علی ہذا القیاس بعینہ قربانی کا معاملہ بھی ہے یعنی گو قربانی فی نفسہ نہیں مگر جو شخص کرے گا تو اس پر یہ پابندی ضرور لاگو ہوگی کہ وہ ذوالحج کے چاند دیکھنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنے تک حجامت نہ بنوائے زیادہ سے زیادہ قربانی کے وجوب و فرضیت پر جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ حدیث ہے جو سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی باب الاضاحی واجبۃ ہی ام لا، رقم الحدیث ١٣٢٣ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

((من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا))

''یعنی جسے وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔''

لیکن اول تو اس حدیث کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے نہ کہ مرفوع جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے اور حجت مرفوع حدیث میں ہے ن کہ موقوف میں دوسرا یہ کہ اگر اسے مرفوع تسلیم ہی کر لیا جائے تو بھی یہ حدیث وجوب پر صراحتا دلالت نہیں کرتی بلکہ اس سے صرف اس کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

جیسا کہ پیاز وغیرہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پیاز (کچا) کھا کر مسجد میں نہ آئیں بلکہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پیاز وغیرہ بدبودار شے کھا کر مسجد میں آتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بقیع (مقام) تک دور مسجد سے نکلوا دیتے تھے محض تنبیہ کی خاطر۔

حالانکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے پیاز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی یعنی پیاز کھانا حرام نہیں کیونکہ دیگر دلائل سے اس کی معلوم ہوتی ہے اور حکم محض تنبیہ و تاکید کے لیے تھا اس طرح حدیث سے بھی (اگر اس کا مرفوع ہونا ثابت ہو تو) صرف قربانی کا موکد ہونا ثابت ہوتا ہے لا غیر۔

اسی طرح مشہور محدث حافظ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ :

((لا یصح عن أحد من الصحابۃ بأنہا واجبۃ وصح أنہا لیست واجبۃ عن الجمہور)) المحلی جلد ٦ صفحہ ١٠ کتاب الاضاحی مسئلہ: ٩٩٣.

یعنی کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور یہ بات جمہور علماء سے منقول ہے۔''

باقی جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، اس سے بھی قربانی کے وجوب پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اس بات میں کوئی عجب و نکارت نہیں کہ دین میں کوئی ایسا کام ہو جو فی نفسہ نہ ہو لیکن اس کا بدل یا عوض اور ضروری ہو، کیونکہ جو قربانی کے وجوب کے قائل ہیں۔ (مثلاً علماء احناف) وہ اس بات پر متفق ہیں کہ مثلاً کسی شخص نے کسی ایسے دن نفلی روزہ رکھا جس دن کا روزہ اس پر نہ تھا مگر اس نے عمداً (جان بوجھ کر) روزہ توڑ ڈالا تو یہی علماء کہتے ہیں کہ اب اس پر دوسرے دن کا روزہ اس پر واجب ہے حالانکہ پہلا روزہ جو اس نے رکھا تھا وہ اس پر نہ تھا بلکہ نفلی تھا اور کہتے ہیں کہ کسی نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر اسے فاسد کر دیا تو اس پر حج کی قضاء ہے۔ حالانکہ وہ حج اس پر نہیں تھا بلکہ نفلی تھا۔ اس طرح قربانی بھی اگرچہ ابتداً نہیں مگر صحیح طور پر ادا نہ کرنے کے سبب (مثلاً نماز سے پہلے قربانی کر دے) شارع علیہ السلام نے اس پر اس کا اعادہ لازمی قرار دیا ہے مسلمان کا کام ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے سامنے سر اطاعت و تسلیم خم کرے پھر جہاں حکم ہوگا وہاں چوں چراں بھی نہ کی جائے گی۔

وہ حکم لازمی مانا جائے گا اور جہاں حکم نہیں ہوگا اور محض فعل مبارک ہوگا تو وہاں سنتا و استحبابا پیروی اتباع کی جائے گی لیکن تصور نہ کیا جائے گا۔ باقی رہی ام بلال الاسلمیہ والی حدیث جو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ :

((قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحوا بالجذع من الظأن فإنہ جائز))

''یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنبے میں سے جذعہ کی قربانی کرو بلاشبہ یہ جائز ہے۔''

یہ امر حقیقت میں فرضی نہیں بلکہ یہ آپ کی طرف سے رخصت ہے جس پر دلیل دوسری صحیح حدیث ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں :

((لا تذبحوا إلا مسنۃ إلا أن یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضأن)) صحیح مسلم: کتاب الاضاحی باب من الأضحیۃ: رقم الحدیث: ٥٠٨٢.

''یعنی قربانی کے جانوروں میں سے مسنہ (دودانتوں والے جانور) کے علاوہ دوسرے جانور کی قربانی مت کرومگرجب مسنہ نہ ملے توپھرایک دنبہ ذبح کردوجوجذعہ ہویعنی دونده نہ بلکہ آٹھ نوماہ کا ہو۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہواکہ ام بلال رضی اللہ عنہاوالی حدیث میں بھی امر محض رخصت کےلیے ہے نہ کہ وجوب کےلیے ورنہ اگراس وجوب پر عمل کروگے تواس کا مفہوم یہ بنے گاکہ قربانی کےلیے صرف دنبوں کا جذعہ ہی ذبح کیا جائے۔دوسرانہیں حالانکہ یہ قطعاغلط ہے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث مروی ہیں مگران میں سے کوئی بھی سنداصحیح نہیں مگرصرف ایک حدیث جوسیدناابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من وجد سعۃ فلیضح))

''یعنی آپ ﷺ نے فرمایاجسے گنجائش ہووہ قربانی کرے۔''

یہ حدیث اگرچہ مذکورہ بالابیان کی گئی احادیث کے ہم پلہ نہیں ،تاہم اس کے رواۃ ثقہ ہیں مگراس میں بھی امراستحبابی ہے کیونکہ اس طرح ہی دیگردلائل کے ساتھ جن میں کچھ ذکرکیےگئے ہیں اس روایت کوجمع کیاجاسکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں جمع نہیں ہوسکتا،اس کے بعد ترجیح کی طرف رجوع کیاجائے گاتولامحالہ یہی احادیث جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں اس حدیث پرراجح ہوں گی کیونکہ یہ واضح ہیں اوراپنے مطلب پرواضح ہیں اورحدیث مرجوح ہوگی۔

باقی رہی یہ بات کہ قربانی کاگوشت غیرمسلم کودیاجاسکتا ہے یانہیں تواس کےلیے گزارش ہے کہ اس گوشت سے بےشک کافروں کودیاجاسکتا ہے اس کی دلیل درج ذیل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح :(کتاب الاضحی باب مایوکل من لحوم الاضاحی ومایتزودمنہا : رقم الحدیث :٥٥٦٩) میں سیدناسلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

(قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی منکم فلایصبحن بعدثالثۃ وبقی فی بیتہ منہ شی فلماکان العام المقبل قالوایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفعل کمافعلناالعام الماضی قال کلواواطعمواوادخروفإن ذالک العام کان بالناس جہدفأردت أن تعینوافیہا))

''یعنی آپ ﷺ نے فرمایاکہ تم میں سے جوبھی قربانی کرے توتین دنوں کے بعداس قربانی کے گوشت میں سے کچھ اس کے گھرمیں باقی نہیں رہناچاہیئے پھرجب دوسراسال آیاتوصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیااس سال بھی ویسے ہی کریں(جس طرح گزشتہ سال کیاتھا)آپ ﷺ نے فرمایاکہ کھائیں اورکھلائیں(مطلق عام انسانوں کو)اورذخیرہ کرکے رکھو(گزشتہ سال جومیں نے منع کیاتھااس کی وجہ یہ تھی کہ)اس سال لوگوں کوبہت تکلیف تھی یعنی قحط سالی تھی اورجوبھوک کی وجہ سے بڑی پریشانی درپیش تھی اس لیے میں نے ارادہ کیاکہ تم ان کی مددکرواس لیے جس نے منع کیاتھا۔''

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((إنہم قالوایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن الناس یتخذون الأسقیۃ من ضحایاہم ویجمعون فیہاالودک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وماذالک قالوانہیت أن توکل لحوم الضحایابعدثلاث قال علیہ الصلاۃ والسلام نہیتکم من أجل الدافۃ التی دفت فکلواوادخرواوتصدقوا)) صحیح مسلم :کتاب الأضاحی 'رقم الحدیث : نمبرمٹاہواہے

ان احادیث سے معلوم ہواکہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کوقربانی کے گوشت سے دوسرے لوگوں کوکھلانے کاحکم فرمایااس لیے جائزہے کہ ہرکوئی کھانے والااس سے کھاسکتا ہے کیونکہ اگراس سے کسی کےلیے کھاناحرام ہوتاتووہ آپ ذکرکرتے۔اسی طرح ایک دوسری حدیث میں بھی(تصدقوا)کالفظ واردہواہے یعنی اس سے صدقہ وخیرات کرواورمطلق خیرات(یعنی فرضی صدقات کے علاوہ)کسی کوبھی دی جاسکتی ہے خواہ وہ مسلم ہویاکافرچونکہ یہاں بھی آپ ﷺ نے اس گوشت سے مطلق خیرات کاامرفرمایاہے،لہذاکسی کوبھی خیرات کے طورپردیاجاسکتا ہے خواہ وہ مسلم ہویاغیرمسلم کیونکہ یہ بیان کاموقعہ تھااگریہ طعام مسلمانوں کے ساتھ مخصوص تھا توآپ خوداس کی وضاحت فرمادیتے۔

مطلق اورعام حکم نہ فرماتے:

((وماکان ربک نسیا)) اورقربانی بھی نہیں جیساکہ اوپرثابت کرآئے ہیں اسی طرح اللہ تعالی کافرمان ہے:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج:٣٦)

اس آیت میں بھی قربانی اورہدی کاگوشت میں سے خودکھانااورحاجتمندکوکھلانے کاحکم ہے اورحاجتمنداورسوالی کومخصوص نہیں کیاگیاکہ وہ صرف مسلم ہی ہومذکورہ بالااحادیث سے حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلم اورغیرمسلم کوقربانی کاگوشت دینے کے جوازپراستدلال کیاہے۔واللہ اعلم۔اورمزیدپہلی حدیث میں جوآپ نے فرمایاہے کہ:

((من ضحی منکم)) کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ حکم اس کے ساتھ لاگونہیں ہے جوقربانی نہ کرے۔مطلب یہ ہواکہ قربانی واجب نہیں جوچاہے کرےاورجوچاہے نہ کرے۔

ھذاماعندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ